بسم اللہ الرحمن الرحیم نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم

ان اللہ لا یغیر ما بقوم حتی یغیروا ما بانفسہم۔ سلسلہ

عالیہ احمدیہ کا سب سے مشہور اور معروف اخبار ہر مہینے کی ۲ و

۶ و ۱۰ و ۱۴ و ۱۸ و ۲۲ و ۲۶ و ۳۰ تاریخ کو قادیان

دارالامان سے شائع ہوتا ہے
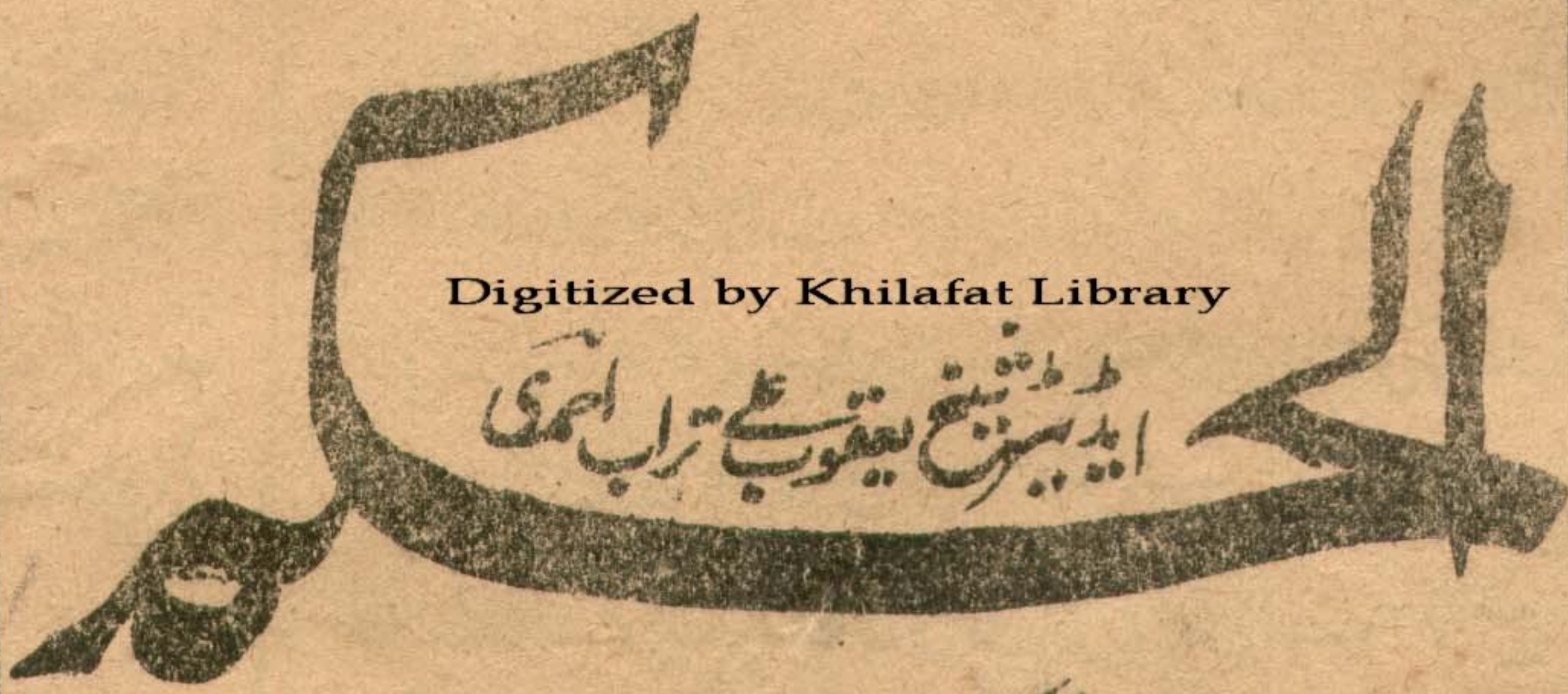
الحکم

ایڈیٹر شیخ یعقوب علی تراب احمدی

چو گویم با تو گر آئی چہ باد رقادیان ہینی
دوا ہینی شفا ہینی غرض دارالامان ہینی

جسٹرڈ ایل نمبر

پیشگی سالانہ

۱- عوام سے [illegible]

۲- خواص و معاونین سے [illegible]

۳- ہندوستان کے باہر [illegible]

۴- غیر مذہب والوں سے [illegible]

۵- اپنی جماعت کے غیر مستطیع دس روپیہ سے کم آمدنی والے لوگوں سے [illegible]

نوٹ

۱۲ کا سالانہ اضافہ مندرجہ بالا قیمتوں میں ڈاک ٹکٹ کی وجہ سے کیا گیا ہے۔
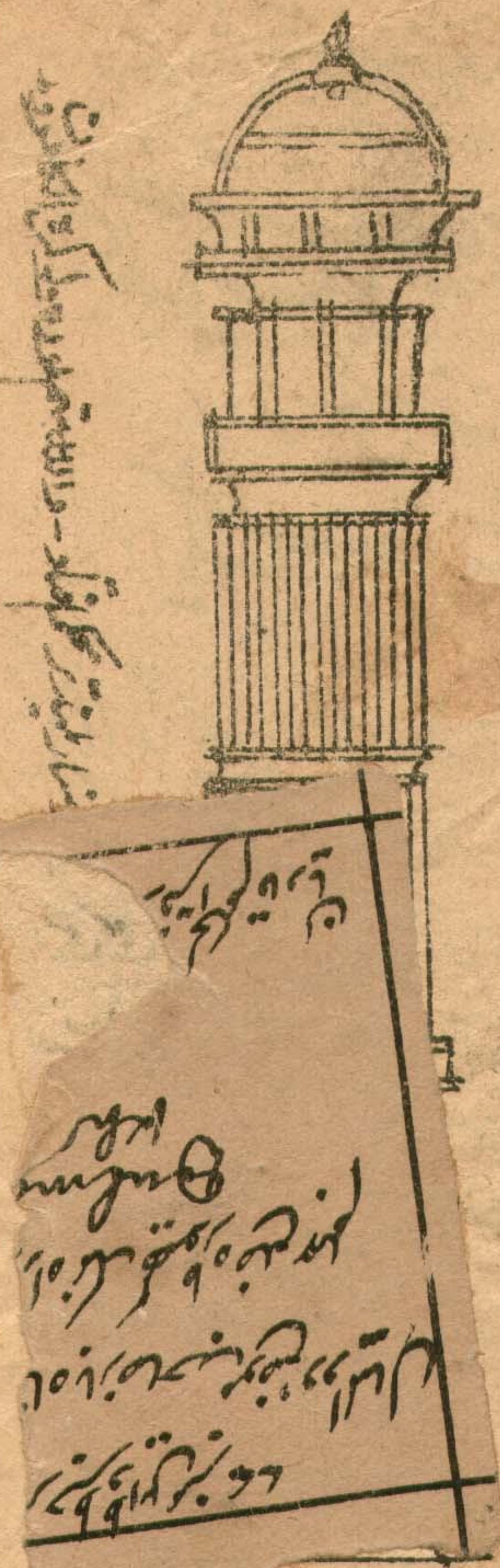
جلد ۱۲ ‖ قادیان دارالامان مورخہ ۶- اگست ۱۹۰۸ء مطابق ۸- رجب ۱۳۲۶ھ ‖ نمبر ۴۶

موجودہ شورش میں ہمارا مسلک

اگرچہ احمدیوں کو اسوقت کسی نئی ہدایت یا تاکید کی حاجت نہیں ہے کہ وہ ان بیہودگیوں میں کوئی حصہ لیں جو ایجیٹیشن کے رنگ میں کیجاتی ہے۔ کیونکہ انکا سید و مقتدا امام علیہ الصلوٰۃ والسلام یہ پورے طور پر انکے ذہن نشین کر گیا ہے۔ اور مذہبی رنگ میں انہیں بتا گیا ہے کہ برٹش گورنمنٹ کا سایہ انکے لئے ابر رحمت ہے اسلئے ایک احسان شناس قوم کا فرض ہے کہ وہ اپنے محسن کی اطاعت اور محبت میں سرگرم رہے۔ برٹش گورنمنٹ مسلمانوں کے لئے ایک ایسی نعمت ہے کہ وہ اسکی شکر گذاری سے عہدہ برا نہیں ہو سکتے انہیں خوب معلوم ہے۔ کہ سکھوں کے ایام سلطنت میں انہیں امن کے سوال کو چھوڑ کر مذہبی احکام کی بجا آوری میں کسی حد تک تکلیف تھیں۔ یہاں تک کہ وہ اذان تک دینے پر بھی سخت سے سخت سزاؤں کے مستحق سمجھے جاتے تھے دوسرے احکام کا تو ذکر ہی کیا ہے۔ وہ زمانہ جہالت اور تاریکی کا زمانہ تھا۔ اس زمانہ میں جہاں مذہبی آزادی عطا ہوئی اسکے ساتھ علوم و فنون کی ترقی کی راہیں کھلیں۔ ڈاک خانہ۔ مطبع کے اجرا اور کاغذ کی کثرت نے نایاب مذہبی اور دینی کتابوں کو چھاپ کر کم سے کم قیمت پر عام کیا۔

غرض اگر مذہبی نکتہ خیال سے ہی دیکھا جاوے تو مسلمانوں کے لئے اس سے بڑھکر عمدہ زمانہ انپر نہیں آیا۔ مسلمانوں کی اپنی سلطنت میں بھی ایسی آسانی اور سہولت سے کتابیں بہم پہنچ سکتی تھیں۔

غرض مسلمانوں کا فرض ہے کہ وہ اپنے محسن کی پوری اطاعت اور وفاداری کا نمونہ دکھائیں اور ان سے یہی توقع ہے انہیں بھی احمدی خصوصیت سے ان احسانات سے سرگراں ہیں کیونکہ یہی ایک مذہبی تحریک ہے وہ اگر اپنے مخالفوں کے ہاتھ سے بچے ہیں تو گورنمنٹ کی مہربانی اور حسن انتظام کو اس میں بہت بڑا دخل ہے ورنہ علماء نے کفر اور قتل کے فتوے دیکر خون کی ندیاں بہانے میں کوئی دقیقہ باقی نہیں رکھا تھا۔ اسی وجہ سے اس سلسلہ کا بانی اپنی ہر تقریر اور تحریر میں گورنمنٹ انگلشیہ کی شکر گذاری کیلئے ایک جوش پاتا تھا۔ اور اپنی قوم میں اسنے یہ روح ایسی نفخ کر دی کہ اب اسے کوئی خیال اور طاقت دور نہیں کر سکتی۔

مسٹر تلک کی سزایابی پر اور بمبئی پریسیڈنسی میں بعض مقامات پر لچموں اور جاہلوں نے اپنی بیوقوفی کے کرشمے دکھلائے ہیں یہ بڑی خوشی کی بات ہے کہ مسلمان ایسیں شریک نہیں ہوئے۔ بمبئی پریسیڈنسی میں ہماری جماعت گیارہ ہزار سے زیادہ ہے۔ ان لوگوں کا ایسی مجلسوں اور جلسوں میں شامل نہ ہونا اللہ تعالیٰ کی رضامندی اور انکے موجودہ امام اور خلیفہ کی خوشنودی کا موجب ہے۔

پس جہاں کہیں بھی ایسی تحریک ہو ہمارا فرض ہے کہ ہم اس سے بالکل الگ رہیں اور کسی رنگ میں بھی شامل نہ ہوں گورنمنٹ کے مقاصد اور اغراض کے خلاف جو تحریکیں ہیں وہ ہمارے سلسلہ کے خلاف ہیں ہمارے لئے امن اور سلامتی اللہ تعالیٰ نے اسی سلطنت کے سایہ میں تجویز کی ہے اسلئے ہمکو اسی کی خیر منانی چاہیئے خواہ ہمیں خوشامدی کہا جاوے بزدل کہا جاوے اسکی کچھ پرواہ نہیں۔ کیونکہ کافر۔ بے ایمان۔ دجال۔ کذاب کے مقابلہ میں یہ الفاظ کچھ بھی نہیں ہیں جبکہ ایک امر حق کے قبول کرنے نادانوں نے گالیاں دیں دکھ دئے تو پھر الگ دوسرے حق کی بابت اگر خوشامدی بزدل کہا جاوے تو کیا حرج ہے ہم ایسی خوشامد پر اس آزادی اور خود سری کو لاکھ درجہ بہتر سمجھتے ہیں جو امن عامہ کے لئے مفید اور موید ہے۔ ہم اس دلیری اور بے باکی کو ایسی حالت پر قربان کرنیکو طیار ہیں جو خونریزیوں اور شورشوں کو فرو کرتی ہے۔

ان لوگوں کے ساتھ جو عیب سازی اور عیب اندازی کے قابل کام کر رہے ہیں کچھ بھی ہمدردی نہیں ہو سکتی۔ اور نہ ہی کیا یہ بہادری ہے۔ اس سے بڑھکر بزدلی اور بیوقوفی اور کیا ہوگی۔ اگر لوٹ مار کرکے الم پہنچانا اور ایسا سامان کرنا جو دوسروں کی جان لینے کے کام آسکے۔ بہادری ہے۔ تو پھر دنیا بھر کے ڈاکو۔ رہزن اور قاتل بڑے ہی بہادر اور دلیر ہونگے۔ اس قوم پر افسوس جو بہادری اور بزدلی میں فرق کرنیکے قابل نہیں کیا وہ ملک ترقی کرنیکے قابل ہے جس میں ان لوگوں کی عزت کیجاوے جو خونی ہوں۔ افسوس ملکی مذاق اور اخلاق کس طرح بگڑ گیا ہے۔

بہرحال ہمارا مسلک ان تمام قسم کی شورشوں اور تحریکوں میں یہی ہے کہ ہم ان سے بیزار اور الگ رہیں ہم چاہتے ہیں کہ اسپر ہمیں خوشامدی کہا جاتا ہے کہ وہ انکی کچھ پرواہ نہیں ہم جو کچھ کہتے ہیں اور کرتے ہیں محض اللہ تعالیٰ کی رضا کے لئے کرتے ہیں

مطبع انوار احمدیہ مشین پریس قادیان میں باہتمام شیخ یعقوب علی تراب احمدی پرنٹر و پبلشر طبع ہوا

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم نحمدہ و نصلی علیٰ رسولہ الکریم

کلمات طیبات حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام

۳- مئی ۱۹۰۶ء بروز اتوار

(ایک دہریہ سے ملاقات)

فرمایا۔ طبائع مین اختلاف ہوتا ہے۔ بعض طبایع مین ایسی استعداد ہوتی ہے۔ کہ وہ حق کے قبول کرنے مین جلدی کرتی ہین اور بعض ایسی بھی ہوتی ہین۔ کہ حق ان کی سمجھ مین آ تو جاتا ہے مگر دیر بعد اور بعض ایسی بھی ہین۔ کہ اُن مین قبول حق کی استعداد دبتے دبتے ایک وقت بالکل زایل ہی ہو جاتی ہے :-

خدا جس کا وجود مخفی در مخفی اور نہان در نہان ہے

ہم نے اس کو ایسا نہین مانا کہ وہ ایک ہیولا ہے ایسا ایک انسان جسکو سچا شوق۔ حقیقی جوش اور دلی تڑپ ہے کہ وہ خدا کو پہچانے اسکے لئے تمام گذشتہ قصص اور واقعات پر نظر ڈال کر غور کرنا ازبس مفید ہو سکتا ہے۔ تاریخ ایسے انسان کے واسطے رہبری کر سکتی ہے۔ تاریخ اور تمام واقعات سلف بجز اسکے اور کوئی راہ نہین بتلاتے کہ خدا کو خدا کے عجائبات قدرت اور تصرفات سے جو کہ وہ بذریعہ اپنے الہامات۔ وحی اور مکالمات دنیا پر ظاہر کرتا ہے۔ پہچان سکتے ہین۔ اس راہ سے بڑھکر اور کوئی یقینی راہ خدا کی شناخت کی ہرگز نہین ہے :-

جن لوگون کو وہ خاص کر لیتا ہے اور حصہ معرفت اُن کو عطا کرتا ہے۔ انپر وہ مکالمہ مخاطبہ کا فیضان جاری کرتا ہے عشاق کی تسلی اور تسکین کے لئے

دیدار یا گفتار

دو ہی چیزین ہین جہان دیدار نہین ہو سکتا۔ وہان گفتار دیدار کی جا بجا اور قایم مقام ہو جاتی ہے ایک مادر زاد نابینا گفتار ہی کے ذریعے شناسائی کر سکتا ہے۔

اللہ تعالیٰ چونکہ غیر محدود ہے اور اسکی ذات ایسی نہین کہ اس کی رویت اور دیدار جسمانی چیزون کی طرح ہو سکے اس واسطے اسنے اپنی گفتار جسکو بالفاظ دیگر الہام وحی مکالمات کے نام سے تعبیر کیا گیا ہے۔ دیدار کے قایمقام رکھدی ہے کم ہین جن کو دیدار ہوتا ہو اکثر گفتار ہی کے ذریعہ تسلی پاتے اور طمانیت حاصل کرتے ہین +

اس جگہ ایک سوال پیدا ہوتا ہے کہ بھلا یہ کیونکر معلوم ہو کہ وہ گفتار جو انسان سنتا ہے۔ واقعی خدا کا کلام ہے کسی اور کا نہین؟ سو اسکے لئے یاد رکھنا چاہئے کہ خدا کے کلام کے ساتھ خدائی طاقت جبروت اور عظمت ہوتی ہے جس طرح تم لوگ ایک معمولی انسان اور بادشاہ کے کلام مین فرق کر سکتے ہو۔ اسی طرح اس احکم الحاکمین کے کلام مین بھی شوکت و سطوت سلطانی ہوتی ہے۔ جس سے شناخت ہو سکتی ہے کہ واقعی یہ کلام بجز خدائے عزوجل کے اور کسی کا نہین +

دوسرا بڑا بھاری نشان اس شناخت اور تمیز کا یہ ہوتا ہے کہ جس انسان سے خدا کلام کرتا ہے وہ خالی نہین ہوتا بلکہ اس مین بھی خدائی شان جلوہ گر ہوتی ہے اور وہ بھی ایک گونہ خدائی صفات کا مظہر اور جلوہ گاہ ہوتا ہے اس مین وہ لوازم پائے جاتے ہین۔ اس مین ایک خاص امتیاز ہوتا ہے۔ علوم غیبی جو سفلی خیالات کے انسانون کے وہم و گمان مین بھی نہین آ سکتے وہ ان کو عطا کئے جاتے ہین۔ اس کی **دعائین** قبول کر کے اسکو اطلاع دیجاتی ہے۔ اور اس کی اس کے کاروبار مین خاص نصرت اور مدد کی جاتی ہے۔ اور جس طرح خدا سب پر غالب ہے اور اس کو کوئی جیت نہین سکتا اسی طرح انجام کار وہ بھی غالب اور ہر طرح سے مظفر و منصور اور کامیاب و بامراد ہو جاتے ہین +

غرض یہ نشان ہوتے ہین جن کے ذریعے سے عقلمند انسان کو ضرورتاً ماننا ہی پڑتا ہے۔ کہ

واقعی یہ انسان مقرب بارگاہ

ہے۔ اور پھر یہ بھی ماننا ہی پڑتا ہے۔ کہ خدا ہی ضرور ہے ہمین ایسے لوگون سے بھی گفتگو اور ملاقات کا اتفاق ہوا ہے۔ جو مصنوعات سے صانع کو پہچاننے اور شناخت کرنے کی راہ اختیار کرتے ہین۔ اور اس طریق کو ہم نے آزمایا بھی ہے مگر یاد رکھو کہ یہ راہ ٹھیک نہین ادہوری ہے۔ اس راہ سے انسان کو حقیقی معرفت اور یقین کامل جو انسان کی عملی حالت پر اثر ڈال سکے ہرگز ممکن نہین زیادہ سے زیادہ بس یہی ہوتا ہے کہ خدا ہونا چاہیے۔ مگر ہے اور ہونا چاہیے مین زمین و آسمان کا فرق ہے +

اس بیان سے ہمارا مطلب یہ ہے۔ کہ معرفت بھی وہی فائدہ بخش ہو سکتی ہے جس سے انسان مین ایک تبدیلی بھی پیدا ہو ایک شخص جو بینائی اور قوت رویت کا دعوے کرے مگر اسکے دعوے کیساتھ کوئی عملی ثبوت نہ ہو۔ اور وہ کھڑا ہوتے ہی دیوارون سے ٹکرین کھائے کیا اس کا دعوے قابل پذیرائی ہو سکتا ہے ؟ ہرگز نہین۔ کار کند صنعت کمال ہی ہے۔ نیم ملان خطرہ ایمان اور نیم حکیم خطرہ جان مشہور مقولے ہین۔ پس کامل معرفت کی تلاش کرنا شرط ہے۔ اور وہ اسی راہ سے میسر آ سکتی ہے۔ جو راہ انبیاء دنیا مین لائے +

ایک دہریہ تو وہ ہے۔ جو صانع کے وجود کا منکر ہے اور یہ گروہ قدیم سے ہے۔ مگر مین کہتا ہون فرض کر لو کہ دنیا مین ایسا ایک ہی شخص نہین تو بھی ہر وہ جس کو کامل معرفت نہین وہ بھی دہریہ ہے۔ جب تک کامل معرفت نہ ہو اسوقت تک کچھ نہین جسطرح ایک دانہ بھوک کو اور ایک قطرہ پیاس کو نہین مٹا سکتے۔ اسی طرح خشک ایمان جس کے ساتھ کمال معرفت اپنے تمام لوازم کیساتھ نہین نجات نہین دلا سکتا۔ جس طرح وہ انسان زندہ نہین رہ سکتا۔ جسکو بھوک کے وقت کھانا اور پیاس کے وقت پانی دیکھنا تک بھی نصیب نہین ہوا اسیطرح وہ بھی ہلاک ہو جائیگا جس نے بھوک کے وقت ایک دانہ دیکھ لیا۔ یا کھا لیا اور ایک قطرہ شدید پیاس کیوقت دیکھ لیا یا پی بھی لیا ہو پس بعینہ اسی طرح سے

معرفت کامل ہی ہو جب نجات

ہو سکتی ہے +

ہم دیکھتے ہین کہ ان محسوسات مین بھی کامل علم اور معرفت ہی کا اثر ہوتا ہے۔ ایک انسان کے پاس خواہ ایک شیر یا بھیڑیا آ جاوے مگر جب تک وہ شیر کو شیر اور بھیڑیئے کو بھیڑیا مع ان کے تمام لوازم اور خواص کے یقین نہین کر لیتا۔ اُن سے کوئی خوف نہین کرتا۔ ایک زہریلے سانپ کو جو انسان ایک چوہا یقین کرتا ہوگا۔ وہ اس سے ہرگز گریز اور پرہیز نہ کرے گا مگر اس علم کے ساتھ ہی کہ یہ ایک زہریلا سانپ ہے۔ اور اس کا کاٹنا گویا پیغام اجل ہے۔ وہ اس سے خوف کرے گا اور بھاگ جاویگا +

دیکھو نفس امارہ انسان کے ساتھ ساتھ لگا ہوا ہے۔ اور خون کی طرح انسان کے ہر رگ و ریشہ مین اور ذرہ ذرہ مین داخل ہے عیسائیون نے تو ایک سہل اور آسان راہ نکال لی ایک شخص کو سولی پر چڑھا دیا۔ اب قیامت تک عیسائی نسل کا ہر فرد جو چاہے سو کرے اس کو کوئی سوال ہی نہین ہوگا۔ خون مسیح ان کے تمام گناہون کا کفارہ ہو چکا ہے۔ نادان نہین سمجھتے کہ زید کے تو سر درد ہے بکر نے اٹھکر اپنے سر مین پتھر مار لیا۔ بھلا زید کو اس سے کیا فائدہ؟ مین یقیناً کہتا ہون کہ ایک بیمار کو برغ کی یخنی جسقدر فائدہ پہنچا سکتی ہے۔ ان کا کفارہ اور خون مسیح اس قدر بھی مفید نہین ہے +

ان کے پادری جو دوسرون کو تعلیم دیتے ہین خود ان کے اپنے حالات نہایت ہی خطرناک ہین۔ کفارہ کے عقیدہ نے ان کو بہت دلیر کر دیا ہے۔ گناہ ایک خطرناک زہر ہے مگر جو شخص یہ اعتقاد رکھتا ہے کہ خون مسیح کافی ہے اور کفارہ پر ایمان لے آنا تمام گناہون کیواسطے کفارہ ہو جاتا ہے۔ وہ گناہ کے زہر کو زہر یقین کرے تو کیسے؟

ایک دفعہ کا ذکر ہو کہ ایک پادری زنا کے جرم مین پکڑا گیا

عدالت مین جب اس سے سوال ہوا تو اس نے بڑی دلیری اور جرأت سے کہا۔ کہ کیا مسیح کا خون میرے واسطے کافی نہین ہو چکا ہے غرض انکا کفارہ ہی تمام بدیوں کی جڑ ہے+

ہمارے نزدیک کوشش کر کے انسان جب تک ایک پاک تبدیلی کی طرف نہین جھکتا۔ اسوقت تک کوئی فائدہ نہین حاصل ہو سکتا۔ نفس امارہ کا مغلوب کرنا بہت بڑا بھاری مجاہدہ ہے اسی نفس امارہ ہی کے زیر اثر ہونے کیوجہ سے انسان نہ حق اللہ کو ادا کر سکتا ہے اور نہ حق العباد سے سبکدوش ہو سکتا ہے شریعت نے دو ہی حصے رکھے ہین۔ ایک حق اللہ اور دوسرا حق العباد۔

حق اللہ کیا ہے وہی کہ اس کی عبادت کرنا اور اس کی عبادت مین کسی کو شریک نہ کرنا اور ذکر اللہ مین لگے رہنا اس کے اوامر کی تعمیل اور نواہی سے اجتناب کرنا اسکے محرمات سے بچتے رہنا

حق العباد کا خلاصہ یہ ہے کہ کسی پر ظلم نہ کرنا اور کسی کے حقوق مین دست اندازی نہ کرنا جہان اس کا کوئی حق نہین ہے جھوٹی گواہی نہ دینا۔ وغیرہ+

اب یہ دو تو امر ایسے مشکل ہین۔ کہ تمام گناہ۔ جرائم معاصی اور دوسری طرف تمام نیکیون کے اصول اسی مین آگئے ہین کہنے کو تو ہر ایک کہہ لیتا ہے۔ کہ مین اپنی قوت سے گناہ سے بچ سکتا ہون مگر انسان فطرت سے الگ ہرگز نہین ہو سکتا۔ فطرت انسانی کسی کپڑے کا دامن تو ہے نہین کہ پلید ہوا تو کاٹ کر الگ کر دیا جا سکے۔ فطرت روح کا پیدائشی جزو ہے پس جب کہ انسانی فطرت مین ہی رکھا گیا ہے کہ انسان انہی امور سے خائف ہوتا اور پرہیز کرتا ہے جن کو وہ اپنی ہلاکت کا باعث اور مضر یقین کرتا ہے۔ کسی نے کوئی نہ دیکھا ہوگا کہ وہ آسٹر کنیا کو باوجود اسکو سکنیا یقین کرنے کے دانستہ استعمال کرے یا سانپ کو سانپ یقین کرتے ہوئے ہاتھ مین پکڑ لے۔ ایک خونی درندہ گاؤن مین جہان ہو تو ہاسوئی کا بازار گرم ہے خواہ مخواہ جاگتے ہے اس اجتناب اور پرہیز کی وجہ کیا ہوئی کہ ان باتون کو وہ مہلک یقین کرتا ہے پس انسان

معاصی اور جرائم کی مرض

سے تب ہی نجات پا سکتا ہے کہ اسے چور اور سانپ وغیرہ سے بڑھکر ان کے ضرر اور نقصان دہ ہونے کا یقین ہو اور خدا کا جلال اس کی عظمت اور جبروت ہر وقت اس کے مد نظر ہو انسان اپنی حرص و خواہش اور ملی آرزوؤں کو ہی ترک کر سکتا ہے مثلاً ایک ذیابیطس کا مریض جس کو ڈاکٹر کہہ دے کہ شیرینی کا استعمال بالکل ترک کر دو۔ پھر اپنی جان کی خاطر میٹھے کو چھوتا بھی نہین پس یہی حال روحانی حرص و ہوا اور خواہشات نفسانی کا ہے۔ اگر خدا کی عظمت اور اس کا جلال سچے طور سے اس کے دل مین گھر کر چکا ہو تو پھر اس کی نافرمانی آگ کے کھانے

اور موت سے بھی بدتر محسوس کریگا+

انسان کو جس قدر خدا کے اقتدار اور سطوت کا علم ہوگا اور جسقدر یقین ہوگا۔ کہ اس کی نافرمانی کرنے کی سخت سزا ہے اسی قدر گناہ اور نافرمانی اور حکم عدولی سے اجتناب کریگا۔ دیکھو بعض لوگ موت سے ہی مر رہتے ہین۔ یہ

اخیار ابدال اور اقطاب

کیا ہوتے ہین؟ اور ان مین کیا چیز زائد آجاتی ہے؟ وہ **یہی یقین** ہوتا ہے۔ یقینی اور قطعی علم ضرورتاً اور فطرتاً انسان کو ایک امر کے واسطے مجبور کر دیتا ہے۔ خدا کی نسبت ظن کفایت نہین کر سکتا۔ شبہ مفید نہین ہو سکتا۔ اثر صرف یقین ہی مین رکھا گیا ہے۔ خدا کی صفات کا یقینی علم ایک **ہیبت ناک بجلی** سے بھی زیادہ اثر رکھتا ہے۔ اسی کے اثر سے تو یہ لوگ سر ڈال دیتے اور گردن جھکا دیتے ہین۔ پس یاد رکھو کہ جسقدر کسی کا یقین بڑھا ہوا ہوگا۔ اسی قدر وہ گناہ سے اجتناب کرتا ہوگا+

بظاہر نظر تو گناہ سے بچنے والے اور اس قسم کا دعوے کرنے والے بہت ہونگے مگر ان کی مثال وہی ہے جسطرح ایک پھوڑا جو کہ پیپ سے خوب بھر گیا ہو ظاہری جانب سے چمکتا اٹھتا ہے اور باقی حصہ جسم سے بھی اس کی چمک دمک اور روشنی بڑھی ہوئی نظر آتی ہے مگر اندر اس کے پیپ اور گندہ مواد بھرے ہوتے ہین گناہ سے بچنے کے آثار بھی تو ساتھ ہون۔ روشنی دھوپ اور گرمی اس بات کے شاہد ہین کہ آفتاب نکلا ہوا ہے؟ حالانکہ آفتاب کے آثار نہین اب بتاؤ کوئی اس کی بات کو باور کریگا؟ ہرگز نہین پس یہی حال ان لوگون کا ہے جو کہتے ہین کہ ہم **اللہ پر ایمان** لاتے ہین۔ حالانکہ اس ایمان کے آثار یعنی گناہ سے بکلی نفرت اور پھر اس کے آثار کہ خدا کے فیوض و برکات اور تائیدات اور سچی پاکیزگی تقوے اور طہارت ان مین مفقود ہوتے ہین+

یہ بات کہ انسان خدا کی رضا کے خلاف کاموں سے بالکل دستکش ہو جائے۔ اور گناہ اور خدا کی نافرمانی اسے آگ کھانے سے بھی بدتر نظر آوے اور خدا کے مقابلہ مین کسی دنیوی جاہ و جلال کا رعب داب اس پر اثر نہ کرے بلکہ یہ ماسوی اللہ کو بجز ارادہ الٰہی کسی کے نفع اور ضرر پہنچانے مین ایک مرے ہوئے کیڑے کی طرح بے حس اور ویسا ہو جائے کہ اس کا سکون اور اس کی حرکت اور اس کے تمام افعال خدا کی مرضی کے تابع ہو جاوین اور یہ اپنے آپ سے فنا ہو کر خدا مین محو ہو جائے یہ تمام امور انسانی طاقت سے بالاتر ہین انسان کی اپنی طاقت نہین کہ ان سب فضائل کو حاصل کر سکے اور تمام رذائل سے بکلی پاک ہو سکے۔ سو اس غرض کیواسطے اللہ تعالےٰ کا یہ ہمیشہ سے

قاعدہ ہے کہ وہ دنیا مین

ایک انسان کو مامور کر کے

بھیجا کرتا ہے اور اپنے عجائبات قدرت اس کے ہاتھ پر ظاہر کرتا ہے اس کی دعائین قبول کر کے اس کو اطلاع دیتا ہے اسپر مکالمہ مخاطبہ کا فیضان جاری کرتا ہے۔ اور اسکے ہاتھ پر ایسے ایسے خارق عادت معجزات اور غیبی امور ظاہر کرتا ہے جن سے عقلی خیالات کے انسان عاجز ہوتے ہین اور ایسے چمکتے ہوئے اور ہیبت ناک امور اس کی تائید مین ظاہر کرتا ہے کہ لوگون کے دل نور عرفان اور لذت یقین سے پر ہو کر گویا خدا کو دیکھ لیتے ہین۔ اور اس طرح سے خدا کی عظمت اور جبروت سطوت اور ہیبت کے نظارہ کرنے سے اُن کے دلون مین سے غیر اللہ۔ اور تمام گندی اور نفسانی خواہشات جو گناہ کا مبدء ہوتی ہین نکل جاتی ہین۔ اور خدا کا جلال اور اس کی کبریائی ان کے دلون مین بیٹھ جاتی ہے غرض اس طرح سے وہ **ایک جماعت** پاکدل انسانون کی تیار کر دیتا ہے+

گناہ سوز حالت جب ہی پیدا ہوتی۔ جب کہ خدا اپنے جلال اور ہیبت کو دنیا مین ظاہر کرتا اور جب اس کے جبروت وسطوت کا دورہ ہو کر دنیا پر ایک قہری تجلی ہوتی ہے اور جس طرح ایک خطرناک بجلی جیسے ایک خوفناک کڑک اور آنکھون کو خیرہ کر دینے والی چمک ہوتی ہے۔ دلون پر اپنا تسلط اور رعب بٹھا جاتی ہے۔ اسی طرح اس مامور کے زمانہ مین خدا کی جلالی صفات جلوہ گر ہو کر دنیا مین ایک پاک تبدیلی پیدا کر جاتا ہے+

دیکھیے اگر آپ کے پاس ایک آدمی نہایت ہی ردی اور خستہ حالت مین آوے خواہ وہ در حقیقت بادشاہ ہی کیون نہ ہو۔ آپ پر اس کا کوئی اثر نہ ہوگا۔ اور آپ اس کے آنے کی کچھ پرواہ نہ کرین گے بلکہ اگر وہ کچھ کہنا چاہے گا تو آپ حقارت سے اس کی بات کی طرف بھی متوجہ نہ ہون گے مگر اگر وہی شخص اپنی شاہانہ شان و شوکت اور سلطانی جلال اور ہیبت لے کر آوے تو آپ کو اس کا استقبال بھی کرنا پڑیگا عزت و عظمت بھی کرنی پڑیگی۔ اور ضرور ہے کہ آپ ہمہ تن گوش ہو کر اس کے احکام کی بجا آوری کے لئے طیار ہو جائین۔ یہی حال خدا کی معرفت کا ہے۔ جب تک کسی کو خدا کی معرفت ہی نہین وہ تذلل اور انکسار جو عبادت کا خاصہ ہے کیسے بجا لاویگا۔ سچ ہے۔ ع

آنان کہ عارف تراند ترسان تر اند

مین نے آپ کو یہ سب کچھ قصے کہانی کے رنگ مین نہین سنایا

بلکہ خدا اب بھی اسی طرح موجود ہے جس طرح کہ وید۔ توریت اور
انجیل کے زمانہ میں تھا۔ اور اسی طرح اب بھی سنتا ہے جیسا کہ
پہلے زمانوں میں سنتا تھا۔ اور اسی طرح اب بھی بولتا ہے
جس طرح ان زمانوں میں بولا کرتا تھا۔ اور اسی بات کے ثابت
کرنے کے واسطے ہم آئے ہیں +

حضرت اقدس علیہ الصلوٰۃ والسلام اتنی تقریر
فرما چکے تھے کہ سوال کیا گیا۔ کہ بعض لوگ ایک
امر کو گناہ یقین کرتے ہیں۔ حالانکہ ایک دوسرے
ملک یا خود اسی ملک کے بعض لوگ اسی امر کو
گناہ نہیں مانتے یا ثواب یقین کرتے ہیں۔
تو اب ان میں **امر فیصل کیا ہوا؟**

فرمایا آپ کے بیان سے یہہ ثابت ہو گیا کہ کم از کم اختلاف
تو ہے پس اسی اختلاف میں ہی **ہماری فتح** ہے ایک
مومن اور عقلمند انسان کی شان سے یہ بات بالکل بعید ہے
کہ وہ مختلف امور کو اختیار کرے مثلاً آپ ہی کے سامنے ایک
کھانا رکھا جاوے اور راستے میں کوئی شخص آپ کو یہہ بتا دے۔ کہ
اس کھانے میں زہر کا احتمال ہے۔ اب آپ ہی فرماویں کہ
کیا آپ اس کو استعمال کریں گے؟ میں تو ہرگز یقین نہیں کر سکتا
کہ ایک ایسا آدمی جسکو اپنی زندگی عزیز ہو اس کا ایک لقمہ
بھی کھا سکے +

بیشک یہہ سچی بات ہے۔ کہ **دھریہ** ایک بیباکی کا
طریق اختیار کرتا ہے مگر ہم کو یہہ سمجھنا چاہئے۔ کہ یہہ امر
اس کے واسطے مضر نہیں اور وہ بچ گیا ہے۔ بلکہ بات یہہ
ہے کہ جس طرح ہر درخت کے پھل لانے کا ایک معین وقت
ہوتا ہے اسی طرح ہر زہر کے اثر کا بھی ایک وقت مقرر ہوتا
ہے۔ بعض زہر ایسے ہیں کہ انہوں نے فوراً اپنا اثر دکھا دیتے
ہیں۔ بعض گھڑی اور بعض گھنٹے بعد اور بعض کی میعاد اس
سے بھی زیادہ کئی دن کی ہوا کرتی ہے +

عقلمند انسان کو دیکھنا یہ چاہئے کہ اتنے نامی اور مشہور
اوتار نبی رسول جو لاکھوں لاکھ دنیا میں آئے انہوں نے
دنیا میں کیا راہ قائم کی اچھا آپ ہی بتائیں کہ مذہب فرقہ
کے لوگ چوری جھوٹ زنا وغیرہ امور کو کیسا خیال کرتے
ہیں۔ پس اب یقین جانیں کہ خود یہہ اختلاف ہی ظاہر کرتا
ہے کہ واقعی وہ امور جن میں اختلاف کیا گیا ہے **گناہ ہیں**
علاج مرض کا کیا جانا چاہئے۔ ہم کہتے ہیں کہ گناہ
تو ایسی چیز ہے۔ کہ خدا کی ہستی کو نہ ماننے والا بھی طبعاً اس
سے نفرت کرتا ہے۔ بس ایک صحیح الفطرت انسان جو باوجود
اس کے آسمانی تعلیم نہ بھی پہنچی ہو۔ فطرتاً گناہ کو گناہ یقین
کرتا اور قابل نفرت جانتا ہے +

دوم یہ کہ بعض امور جو ممنوعات میں سے ہوتے ہیں وہ قانون
اور باریک حکمت کے خلاف ہوتے ہیں۔ اور خود انسان کے
اپنے حق میں یا بنی نوع انسان کے واسطے ہی ان کا
ارتکاب مضر ہوتا ہے مثلاً زنا ہے۔ زانی کو آتشک سوزاک
وغیرہ خطرناک امراض لاحق ہو کر وبال جان ہو جاتی ہیں +

پس یاد رکھنا چاہئے کہ نہ خدا نے گناہ سے اسواسطے
روکا ہے۔ کہ اس میں اسکا کوئی نقصان متصور ہے اور نہ نیکی کی
اسواسطے تاکید فرمائی ہے۔ کہ اس میں اسکا کوئی فائدہ ہے۔
بلکہ یہہ اسکا رحم ہے۔ کہ اس نے ایسے امور جو خود انسان کے
اپنے ہی واسطے مضر تھے یا بنی نوع انسان کے واسطے مضر
تھے۔ ان سے روک دیا۔ اور یہہ اس کا کمال رحم ہے وہ چونکہ
قدوس اور پاک ہے اس کی قدوسیت اور پاکی کا تقاضا ہے
کہ دنیا میں نیکی پھیلے ورنہ انسان اگر بے قید ہو کر بدی اور گناہ
کرے گا۔ اور ممنوعات شرعیہ کا ارتکاب کریگا۔ تو اس کا
وبال بھی خود ہی برداشت کریگا۔ خدا کا اس میں کچھ نقصان نہیں +

مرتبہ عبدالرحمن قادیانی اسسٹنٹ ایڈیٹر

کلمات طیبات حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام

(الحکم کے اسسٹنٹ ایڈیٹر کا لکھا ہوا)

۲۹۔ اپریل سنہ ۰۸ء کو جب کہ بٹالہ سے لاہور کو جانیوالی ٹرین
سٹیشن امرتسر پر پہنچی۔ جس میں حضرت اقدس خلیفہ اللہ فی
حلل الانبیاء علیہ الف الف صلوٰۃ والسلام رونق افروز تھے اور
مخلصین جماعت احمدیہ امرتسر صدق اور عقیدت مندی کا ایک نہ
رکنے والا جوش اور اپنے آقا و مولا کی زیارت کے شوق سے بھرے
دل لئے ہوئے پہلے ہی سے سٹیشن پر موجود تھے +

ٹرین کے کھڑا ہوتے ہی تمام عقیدتمندان مخلص آگے
بڑھ بڑھ کر سعادت مصافحہ اور شرف حضوری حاصل کرتے
تھے۔ ہر کوئی یہی چاہتا تھا کہ میں آگے بڑھوں اور ان کے
دلوں کا شوق عقیدت ان کے چہروں سے نمایاں تھا +

جذب جو خاصہ خاصان خدا اور علامت بندگان
عالی ہوتی ہے۔ اور وہ خدا کی طرف سے آنیوالوں کو
بطور نشان کے عطا ہوتا ہے۔ اسکا یہ عالم تھا۔ کہ سٹیشن بھر کے
جس انسان کے کان میں آپ کا نام پہنچا اسکے دل میں شوق
زیارت کی گدگدی اور وہ بے تحاشا بھاگا چلا آیا۔

وہ سلامتی کا شاہزادہ
اور محبوب خدا سیکنڈ کلاس ڈیپارٹمنٹ میں تمکین تھا جلال و برکت
اور رعب و وقار شہادت صداقت ادا کرنے کیواسطے حضوری
میں حاضر کھڑے تھے لوگ آتے اور زیارت کر کر کے چلے
جاتے تھے۔ اہل ہنود اور سکھ صاحبان اپنے طرز میں اور
مسلمان اپنے طریق سے سلام و نیاز عرض کرتے تھے
پلیٹ فارم کی جانب پلیٹ فارم پر اور گاڑی کے دوسرے
پہلو سے لوگ پائیدانوں پر کھڑے کھڑکیوں میں سے حضور پر نور
کی صورت دیکھنے کیواسطے شوق سے جھانکتے تھے۔ سیری کسی
کو نہ ہوتی تھی۔ اتنے میں ایک مسلمان صاحب مع چند آدمیوں
کے تشریف لائے حضرت اقدس نے ان کو گاڑی کے
اندر بلا کر اپنے پاس بٹھا لیا اور ان کے سوال پر ان کو یوں
مخاطب **فرمایا**

خدا کی شہادت سب سے زیادہ معتبر ہے۔ خدا کا پاک کلام
قرآن شریف ہمارے پاس موجود ہے مسائل مختلفہ میں فیصلہ
کرنے اور حق پانے کیواسطے مسلمانوں کو اول قرآن شریف
ہی کی طرف رجوع کرنا چاہئے۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی
حیات ابدی کی کوئی دلیل اگر ان کے پاس ہے تو ان کو
چاہئے۔ کہ قرآن کریم کی کوئی آیت پیش کریں +

مگر قرآن شریف میں جب ہم اس غرض کے لئے
غور کرتے ہیں۔ تو ہمیں تو ان کے حق میں خدا کا یہی کلام ملتا
ہے۔ کہ **انی متوفیک فلما توفیتنی** اب
جائے غور ہے کہ آیا یہ لفظ قرآن شریف میں کسی اور نبی
کے حق میں بھی آیا ہے۔ یا کہ نہیں؟ سو ہم صاف پاتے
ہیں کہ اور انبیاء اور ہمارے سید و مولیٰ محمد مجتبیٰ احمد مصطفےٰ
صلے اللہ علیہ وسلم کے حق میں بھی یہی لفظ توفی کا استعمال ہوا
ہے۔ جہاں اللہ تعالےٰ نے فرمایا ہے۔ **اما نرینک
بعض الذی نعدھم او نتوفینک**۔ اور
پھر حضرت یوسف علیہ السلام کے حق میں بھی یہی لفظ نظر
آتا ہے۔ **توفنی مسلماً و الحقنی بالصالحین**
اب ہم پوچھتے ہیں کہ ہمیں کوئی اس خصوصیت کی وجہ تو
بتا دے کہ کیوں یہ لفظ اور انبیاء پر تو موت کے معنوں
میں وارد ہوتا ہے؟ اور کیوں حضرت عیسیٰ کے حق میں آ کر
تو اس لفظ کی یہہ خاصیت بدل جاتی ہے۔ اور یہ لفظ موت
کے معنے نہیں دیتا؟

ان کو چاہئے۔ کہ تعصب کو الگ کر کے ایک گھڑی
بھر کے لئے حق جو ہو کر اس میں غور کریں +

گالیاں دینا تو ان لوگوں کا ایک فرض ہو چکا ہو
سو دے لیں مگر اب ہمیں شوق ہے تو صرف یہی کہ آیا
تقوےٰ اور خشیت الٰہی کو مد نظر رکھ کر اس فرقہ کے منہ

سے کوئی نئی بات نکلتی ہے ؟ مگر افسوس یہ بات کبھی پوری نہ ہوئی ✤

جو حق پر ہوتا ہے اسکے ساتھ خدا کی تائید اور نصرت۔ اسکے کلام میں قوت اور شوکت اور اس کے انفاس میں ایک جذب ہوتا ہے۔

فرمایا

حیات کا مسئلہ ان کو مبارک نہ ہوا کیونکہ ان میں کے بہت سے حیات حیات ہی پکارتے بصد حسرت دنیا سے گذر گئے۔ مگر حیات مسیح نے ان کی کوئی مدد نہ کی ✤
اسنے میں گھنٹی بجی - وسل ہوا - اور گاڑی لاہور کو چل دی ✤

دنیا میں کیا ہو رہا ہے

پیرس کی انجمن اخوت اسلامیہ نے وہاں ایک مسجد تعمیر کرنے کے لئے چندہ جمع کرنا شروع کیا ہے ✤

روس میں تین مسلمان جو پہلے ڈوما کے ممبر تھے اس شبہ میں گرفتار کئے گئے ہیں - کہ وہ باشندوں کو ٹیکس دینے سے روکتے ہیں

ایرانیوں نے نجف اعظم کے مجتہد سے درخواست کی ہے کہ وہ شاہ ایران کے معزول کئے جانے کا فتوےٰ دیں۔

اخبار انڈین مرالکتا ہے۔ کہ پولیس کلکتہ کو آسام کے کوہستانی پہاڑوں میں بمقام گاروہم کے گولے بنانے کا ایک بہت بڑا کارخانہ بجلی کا دریافت ہوا ہے لیکن ابھی کچھ خبر نہیں ملی کہ گورنمنٹ نے اس کی نسبت کیا کارروائی کی۔

انگلستان میں لوگ کوشش کر رہے ہیں کہ مصر میں اخباری آزادی کو روکا جاوے جب یہ صاحب مصر میں تھے تو آزادی کے حامی تھے لیکن اب خلاف ہو گئے ہیں - انکا خیال ہے کہ ہندوستان اور مصر دونوں جگہ آزادی کے نتائج خراب نکلے ہیں۔

مصر میں مسلمانوں اور قبطیوں کے مابین سرکاری ملازمت کے بارہ میں سخت اختلاف ہو رہا ہے۔ گر جانبین کے اعتدال پسند لوگ فیصلہ کرنے کی کوشش کر رہے ہیں :-

ہندوستانی ریکسٹرمنٹ کی ایک لیگ ساحل پیرقائم ہو رہی ہے جس کا اصل مقصد یہ ہے کہ برٹش کی حکومت کی نیخ کنی کیجاوے لیگ کے ممبروں کی تعداد ۱۵۰ سو تک پہنچ چکی ہے اور ان کا ایک غدری آرگن فری ہندوستان نکلتا ہے ایڈیٹر یہ ہندوستانیوں کی بدنصیبی اور شوئی اعمال کے دن ہیں۔

انگلستان میں ایک مہاتما جیاسی گاندھیا گروہ کے خلاف ایک نہایت شرمناک مقدمہ چل رہا ہے۔ الزام یہ ہے کہ اسنے ایک سترہ سالہ فرانسیسی لڑکی پر ناشائستہ اور خلاف قانون

حملہ کیا - ملزم کے وکیل نے اسکی بہت ہی اس کی قابلیت اور سنسکرت دانی کو پیش کیا۔ جسے فاضل جج نے نہایت لغو قرار دیکر مہاتما جی کو چار ماہ قید سخت کی سزا دی - ایسے ہی لوگ ہیں جو سوامی جی کو بدنام کرتے ہیں - اس کی علمی قابلیت اور فضیلت اس کے جرم کو اور بھی سنگین کرتی ہے خصوصاً اسکا مذہبی رہنما ہونا نشرم

پریسیڈنٹ کپورتھلہ کونسل کی توجہ طلب

کپورتھلہ اخبار ہز ہائنس سر مہاراجہ صاحب بہادر کی سرپرستی میں نکلتا ہے اور چونکہ رعایا میں مختلف مذاہب کے لوگ ہیں اس کے اخبار مذکور کو مذہبی مباحثات سے بکلی پاک رکھنا ضروری سمجھا گیا ہے اسی مقصد اور غرض کے لئے اس کی پیشانی پر صاف یہ ہدایت لکھی ہوتی ہے لیکن اسکی وجہ سمجھ میں نہیں آتی کہ کیوں اس رفتار میں سلسلہ عالیہ احمدیہ کے خلاف مضامین لکھنے کی جرأت کیجاتی ہے کپورتھلہ کونسل کے معزز ممبروں کے سامنے یہ سوال قابل غور ہے - اگر ایڈیٹر صاحب اپنی دینی حرارت اور جوش سے ایسے ہی وارفتہ اور طبیعت سے مجبور ہیں کہ وہ کونسل یا ریاست کے اعزاز اور احکام کی پرواہ بھی نہیں کرنا چاہتے تو پھر معلوم نہیں ریاست والے کونسل کے ممبروں کو کیا ہیضہ ہے جو اخبار کو اس سے نہیں روک لیا جاتا۔

ایک سرکاری اخبار کو خواہ وہ کسی ہی گورنمنٹ کا ہو یہ مقدم فرض ہے کہ وہ مذہبی تنازعات سے پاک رہے ایک نئی مغیار کے لیڈیٹر تو بہ حیثیت ایڈیٹر کوئی مذہب ہی نہیں ہوتا پھر سرکاری اخبار کے ایڈیٹر کو تو ایسے جھگڑوں سے بالکل پاک ہونا ضروری ہے پھر کپورتھلہ اخبار میں سلسلہ احمدیہ کے خلاف مضامین لکھے گئے ہیں جسکے متعلق کونسل نے اگر کوئی نوٹس نہ لیا تو سمجھا جائیگا کہ ریاست کپورتھلہ کی احمدی رعایا کی دل آزاری کے لئے ریاست کی طرف سے ایما ہوا ہے - اس لئے میں اس معاملہ پر عالیجناب جناب انریبل دیوان بھگوان داس صاحب پریسیڈنٹ کونسل کپورتھلہ کی توجہ اسی امر کی طرف منعطف کراتا ہوں کہ وہ ضرور فوری نوٹس لیں ورنہ ریاست کے احمدیوں کا فرض ہوگا کہ وہ کپورتھلہ اخبار کے جوابات کپورتھلہ ہی میں شائع کرائیں اس صورت میں اگر یہ مذہبی مباحثہ طویل ہوا تو اس کے ذمہ دار ممبران کونسل ہونگے یا ریاستی اخبار کا ایڈیٹر۔

میں اس معاملہ پر اور بھی لکھونگا اگر فرصت ہوئی - بالفعل اسی پر کفایت کرتا ہوں اور دیکھتا ہوں - کہ ایڈیٹر اخبار کپورتھلہ اس بے ضابطگی کا کیا نوٹس لیا جاتا ہے

قادیان میں ہوس ٹیکس

پہلے لکھا جا چکا ہے کہ یہاں ہوس ٹیکس لگایا گیا ہے تاکہ اس کی آمدنی سے صفائی کا انتظام کیا جاوے یہ بھی کہا تھا - کہ ہوس ٹیکس کی فہرست قابل اصلاح ہے باشندوں میں اسکے متعلق بےچینی پائی جاتی ہے چنانچہ آدمیوں نے چندہ کر کے ایک درخواست ڈپٹی صاحب ڈپٹی کمشنر بہادر کی عدالت میں دی تھی - مجھے معلوم نہیں کہ وہ درخواست کس مضمون کی تھی مگر معلوم ہوا ہے - کہ ان کا منشا تھا - کہ کمیٹی کو توڑ دیا جاوے یہ درخواست صاحب ڈپٹی کمشنر بہادر نے مسترد کر دی ہے - قطع نظر اس امر کے کہ وہ درخواست کیسی تھی - اور کیوں نامنظور ہوئی - میں اس سوال کو چھوڑ نہیں سکتا - کہ یہ فہرست بہرحال ترمیم کے قابل ہے - کیونکہ اگر ہوس ٹیکس سے یہ مراد ہے - کہ مالکان مکانات پر ٹیکس لگایا جاوے تو پھر ایسے لوگوں پر ٹیکس موجود ہے جو ایک چھپر کے بھی مالک نہیں - اور بعض صورتوں میں مالک مکان پر الگ ٹیکس ہے اور کرایہ دار پر جدا - اور اگر اخراجات پورا کرنے کی خاطر صرف یہ ٹیکس لگایا گیا ہے - اور حیثیت کے لحاظ سے لگایا گیا ہے۔ تو اس پہلو کو بھی قطعاً مدنظر نہیں رکھا گیا - میں اس فہرست کی نامعقولیت پر بہت سے دلائل رکھتا ہوں اور امید کرتا ہوں کہ ذمہ دار آفیسر اسپر ضرور غور کریں گے - اور خواہ مخواہ رعایا کو بیدل نہ کریں گے کیا ملک قادر بخش صاحب تحصیلدار بٹالہ قادیان کی پبلک کو مایوس کریں گے - میں امید نہیں کرتا وہ ضرور سفارش کریں گے - کہ فہرست ترمیم ہونی چاہئے - ایسی سفارش سے وہ اپنی غریب رعایا کا دل تسخیر کر لیں گے۔

دو مفید رسالے

رسالہ ثبوت واجب الوجود ✤ خدا تعالیٰ کی ہستی پر ایک دہریہ کے اعتراضات کا لطیف اور فلسفیانہ جواب جس میں آریہ سماج کے بعض اصولوں کی حقیقت بھی کھول کر بتائی ہے قیمت ۲ ؍

رسالہ تدبیر ✤ اس میں مسئلہ تقدیر کی حقیقت بیان کی ہے اور تدبیر اور تقدیر کے فلسفہ پر بحث کی ہے - قیمت ۲ ؍
دونوں رسالے بٹالہ ضلع گورداسپور منشی حسین بخش اپیل نویس سے مل سکتے ہیں ✤

مراسلات

الله کی ہستی اور ثناء الله کا تعصب

مسلمانوں کی نماز پر بصیرت اور لذت سے غور کرنیوالا انسان
اس نتیجہ پر پہنچتا ہے۔ کہ نماز پڑھنے والوں کا مقصد اللہ ہی ہے
جب کہ وہ دیکھتا ہے کہ وضو کرنے کے وقت سے لیکر اخیر تک
نماز اللہ کے نام سے ہی شروع ہوتی ہے۔ اور اللہ کے ہی نام پر
ختم ہو جاتی ہے۔ مثلاً وضو کی ابتدا بسم اللہ سے ہی شروع ہوتی
ہے۔ اور دعا اللھم اجعلنی من المتطہرین سے لیکر اقرب الیک پر
اذان اللہ اکبر سے شروع ہو کر رحمتہ اللہ پر ختم ہو جاتی ہے
تدبر کرنیوالی آنکھ جو فرزند حبیبہ ابن الدرہم نہیں ذرا ٹھنڈے
دل اور تامل صدر سے غور کرے کہ کس ہستی کی تلاش اسمین پائی
جاتی ہے کس نے اسکو ماں کی گود سے لے کر عمر کے اول حصہ
تک باوجود بڑے سے بڑا ساہوکار دولت مند بادشاہ ہونے کے بھی
مطمئن اور خوش نہیں ہونے دیا۔ عمر کے منازل کو طے کرنے کے
بعد وہ اس مقام پر پہنچتا ہے۔ کہ اسکا حقیقی آرام اور تسلی اللہ ہی ہے
نماز ہی اس فطرتی پیاس کو بجھاتی ہے جسمین مطلوب حقیقی کا چہرا
دکھلایا جاتا ہے اور مادیات کی طرف جھکنے والے خشک فلسفیوں کی
ناقص تحقیقات جو ہونا چاہیے کی حد تک ہوتی ہے۔ اسکو ہستی کے
مرتبہ یقین کامل تک پہنچا دیتی ہے انبیاء کا مقصود وجود اسی لئے ہوتا
ہے کہ وہ اس مرتبہ یقین کامل تک پہنچا دیں۔ جس تک پہنچنے کی تڑپ
فطرت انسانی میں پائی جاتی ہے۔ تمام انبیاء اسی لئے آئے اور
اسی تک پہنچنے کی تعلیم دیتے رہے احید الله دیتی و دیتکم کے
کے نعرے انہوں نے بلند مناروں پر چڑھ کر دیئے۔ آہ مگر کتوں
کی طرح زندگی بسر کرنیوالوں نے ان کی نیک نیتی کی طرف توجہ
نہ کی اور اپنے طبعی جوش کو بھونک بھونک کر ظاہر کیا۔ ہاں سعید اور
تقوے کی راہوں کو قبول کرنیوالوں نے ہی لبیک کہا اور آمنا
وصدقنا یقیناً کو ورد کر پڑھا۔ تمام انبیاء نے عموماً اور محمد رسول اللہ
نے خصوصاً اپنی زندگی کی کتاب کا ہیڈنگ ان صلاتی
ونسکی ومحیای ومماتی للہ رب العلمین۔ جلی قلم سے تحریر کر کے
پڑھنے والوں کے لئے راہ مستقیم قایم کردی جسپر زمین زادہ دنیا کا فرزند
مکر و فریب کا بیٹا نہیں چل سکتا۔ ورنہ ان کی طرف اس کی توجہ
ہوتی ہے اس پاک گروہ اور خدا کی طرف کھینچنے والی غالب جماعت
کا تعلق پیدائش سے لے کر دنیا کی عمر کے اخیر سٹیج یعنی موت
تک خدا ہی سے ہوتا ہے وہ جب آتے ہیں تو اللہ اللہ کہتے
ہوئے آتے ہیں۔ اور جب جاتے ہیں تو اللہ اللہ کہتے ہوئے
جاتے ہیں۔ حضرت مرزا صاحب علیہ السلام کو دیکھو کہ جب
وہ آئے تو اللہ کو ہی لیکر آئے اور جب گئے تو اخیر کا کلمہ انکا یہی ہے
پیارے اللہ۔ لے میرے پیارے اللہ تھا اس عرصہ زندگی میں انہوں
نے ساری دنیا کو عموماً اور مسلمانوں کو خصوصاً اللہ ہی کی طرف بلایا۔ جو
اللہ کو بھول چکے تھے اور تعلیم بھی وہی دی جو اللہ ہی کی طرف کھینچتی
ہے۔ اسنے اپنی ساری زندگی میں اللہ کی ہستی کو ہی ثابت کرنیکی
انتھک کوشش کی اسکی یہی دھن ابتدا سے انتہا تک رہی اس نے
ہر رنگ میں اللہ کو ظاہر کیا۔ اور اس نے ہر ایک کے سامنے وہ خوش ذائقہ
اور لذیذ میوہ پیش کیا۔ جسکی لذت سے وہ خود ہی مسرور تھا جو اس کے
نزدیک تمام میووں سے اعلے تھا۔ جس کے برابر کوئی نہیں کبھی وہ
زمانہ کی موجودہ حالت کو پیش کرتا رہا اور کبھی وہ انبیاء کی پیشگوئیوں
کو اتمام الحجتہ بیان کرتا تھا اور کبھی وہ نصرت الٰہی کے نشانات دکھلا کر
اپنے وجود کو اللہ کی طرف سے ظاہر کرتا تھا۔ اور اس ظاہر کرنے
میں بھی اس کا مدعا اللہ کو ہی منوانا تھا اس کا ذاتی نفع تو یہی
تھا کہ ساری کی ساری دنیا اسکے خلاف ہر ایک اسکے نیست و نابود
کرنے کی جان توڑ کوشش میں لگا ہوا تھا پھر اسکا نیک اور باخدا
خسر موجود اسکی پاک نرینہ اولاد موجود اور اسکا معزز متقی داماد موجود
ان سب کے ہوتے اسکے بعد اسکا جانشین بھی ایک اجنبی بھیرہ کا
رہنے والا جو اسکے حلقہ غلامی میں تھا مقرر ہوا۔ ای مرنیوالو اور مر کر
خدا کی طرف جانیوالو! کیا اسی کا نام دنیا طلبی ہے خدا کیواسطے ذرا سوچو
اور کچھ غور کرو آخر تمنے بھی مرنا ہے۔ خدا کو کیا جواب دو گے اللہ نے اسکے
لئے اسکے ہاتھ پر لاکھوں نشان دکھلائے۔ اور ایسے دکھائے
کہ جسکی نظیر نہیں کہا کسی نے دعوے کیا۔ کہ

آسمان بارد نشان الوقت می گوید زمین
این دو شاہد از پئے تصدیق من استادہ اند

طاعون کس کے دعوے کی ماموریت پر گواہ تھی اور کسوف و خسوف
نے کس کی تصدیق کی وہ نشانات جو انبیاء نے مقرر کئے ہوئے
تھے جب وہ پورے ہوئے تو کس نے یہ دعوے کیا کہ یہ میرے لئے ظاہر
ہوئے ہیں اسکے وہ نشانات جو خدا کی ہستی کو ثابت کرتے ہیں
اور جو ایک دہریہ کو بھی چپ کرا دیتے ہیں ٹھنڈے دل اور
غور سے سوچنے والے سعید لوگوں کیواسطے ہدایت ہیں خدا کی
کلام میں قدیم سے یہ سنت جاری ہے کہ کچھ حصہ اسکا محکمات
ہوتا ہے۔ اور کچھ متشابہات کیونکہ خدا ظاہر بھی ہے اور باطن بھی ہمیشہ
سے متشابہات پر اعتراض کرنیوالے لوگ وہی ہوتے جنکے دلوں میں
دنیا کی محبت مرض تپ دق کے انتہائی مرتبہ تک پہنچی ہوئی
ہوتی ہے۔ بد معاش شرپر دنیا کا کیڑا نجاست سے ہی لذت
حاصل نہیں کرتا گندگی کا کرم گلاب کی خوشبو سے مر جاتا ہے مگر سعید
اور پاک روحیں ہمیشہ سے بیانات سے ہی زندہ ہوتی رہیں انہوں نے
اسی کو آب حیات جان کر پیا۔ اے حق کے طالبو! ڈرو۔ اور
اسے پیاسو آؤ اور اس زندگی کے جام کو بے خطر پی جاؤ جسکو ہمیشہ سے
پاک ہی پیتے آئے جسکو خبیث طبع لوگوں نے کبھی نہیں پیا اور نہ وہ
پی سکتے ہیں دیکھو میں تم کو ایک لذیذ میوہ دیتا ہوں جسکی لذت کھا کر
معلوم ہو سکتی ہے۔ بدظنی سے اسکو مت پھینکو اسے کھا کر دیکھو اسمین
کچھ شک نہیں کہ متشابہات میں بھی ایک مخفی حقیقت ہوتی ہے
اس میں ایک راز معرفت ہوتا جسکو وہی پاتے ہیں جو غیب پر
ایمان لا کر کلمات سے فائدہ اٹھاتے ہیں۔ میں اس جگہ میں نشانات
سے ایک نشان مثال کے طور پر پیش کرتا ہوں۔ جو اللہ کی
ہستی کو ثابت کرنے کے علاوہ مرزا صاحب کے منجانب اللہ ہونے
پر ایک برہان قاطع ہے جس سے ایک متقی اور نیک طبع انسان کا
ایمان ترقی کر سکتا ہے۔ توریت کتاب استثنا باب ۱۸ میں
موسیٰ علیہ السلام کے ان کلمات کی تصدیق (کہ وہ نبی جو کوئی بات
میرے نام سے کہے جسکے کہنے کا میں نے اسے حکم نہیں دیا وہ قتل کیا
جاویگا) اسکے بعد جس قدر نبی آئے سب نے کی چنانچہ حزقی ایل نبی
اپنی کتاب میں لکھتا ہے کہ خدا کا ہاتھ ان نبیوں پر جو دھوکہ
دیتے ہیں۔ اور جھوٹی غیب دانی کرتے ہیں۔ چلیگا ۱۳ اسی طرح
ذکریاہ نبی نے کہا کہ جب کبھی کوئی نبوت کرے گا تو اس کے ماں
باپ جن سے وہ پیدا ہوا ہے اسے کہینگے کہ تو نہ جئے گا کیونکہ تو
خدا کا نام لے کر جھوٹ بولتا ہے ۱۳ اسی طرح ملاکی نبی نے کہا اور
کہا دغاباز پر لعنت ۱۴ پھر قوم نصاریٰ بھی اس پیشگوئی کو مانتی ہے
چنانچہ اعمال ۲۳ میں اس کی تصدیق ہو چکی ہے پھر سب کے بعد
آخری شریعت جو لے کر آیا جو داؤد کا پہلوان زبور ۴۵ اور مسیح
کا فارقلیط اور روح حق اور وکیل اور سردار دنیا باب ۱۴-۱۶ یوحنا
اس کے منہ سے بھی جو خدا کی کلام نکلتی ہے۔ وہ بھی اس پیشگوئی
کی تصدیق کرتی ہے۔ لو تقول علینا بعض الاقاویل
لاخذنا منہ بالیمین ثم لقطعنا منہ الوتین فما منکم من
احد عنہ حاجزین ط سورہ الحاقہ اسی پیشگوئی کو پایہ ثبوت
تک پہنچانے کی غرض سے مثیل موسیٰ نے بڑے زور سے دعوے
کیا۔ واللہ یعصمک من الناس یعنے خدا تجھے لوگوں کے
ہر ایک شر سے بچائیگا۔ اور تو قتل نہیں کیا جائیگا بلکہ تو اپنی طبعی
موت سے فوت ہوگا۔ تب اس دعوے کو توڑنے کے لئے
اس مقدس کو تمام قوموں نے ناخنوں تک زور لگا کر نیست و نابود
کرنا چاہا یہودی مجوسی صابئین نصاریٰ اور بت پرست وغیرہ وغیرہ
اقوام تو رات دن اسی دھن میں لگے رہتے تھے کہ کسی طرح
اسکے دعوے کو غلط ثابت کر دیں مگر آخر وہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم
۲۳ برس کی نبوت یا وحی کی کامیابی زندگی کو حاصل کر کے
اپنے دشمنوں کو نامرادی کا نظارہ دکھا کر اپنی طبعی موت سے
واصل باللہ ہوا۔ اللھم صل علی محمد و آل محمد۔ اے

قوم کے دانا لوگو اور شریف سعید طبیعتوں والو خدا کے لئے ذرا سوچو ایک شخص جسکے نیست و نابود کرنیکے لئے زمینی کوششیں یا سامان ساری دنیا کے سارے موجود ہوں ہر ایک اسکے خون کا پیاسا ہو اور پھر اسپر طرہ یہ کہ نبیوں کا متفق علیہ مسئلہ بھی موجود ہو کہ جھوٹا نبی ہلاک ہو جاویگا اور وہ اسوقت یہ کہتا ہے اور بڑی تحدی کیساتھ کہتا ہے کہ میں نبی ہوں اور خدا کیطرف سے ہوں اسکا ثبوت یہ ہے کہ مجھے کوئی قتل نہیں کر سکے گا اور نہ میں ہلاک ہونگا۔ بلکہ میں اپنی طبعی موت سے فوت ہونگا۔ کوئی نہیں جو اسبات کو ٹال سکے پھر جب وہ فوت ہوتا ہے تو اپنی طبعی موت سے کیا آپ لوگوں کی عقل سلیم گواہی نہیں دیتی۔ کہ وہ ایک سچا نبی تھا۔ اور اسمیں جھوٹ کی ملونی ذرا نہ تھی یہ تو ظاہر بات ہے کہ اگر وہ ایک اعلیٰ اور علی کل شئی قدیر ہستی کی طرف سے نہ ہوتا اور اس کا قتل ہو جاتا کونسی بات تھی کیا اس ملک میں جس میں اس نے دعوے کیا تھا کوئی قتل نہ ہوتا تھا یا قتل کر دینا کوئی بڑی بات تھی۔ میں فی الحال اسپر کوئی لمبی بحث نہیں کرنا چاہتا مگر آپ کی توجہ کو حضرت مرزا صاحب علیہ السلام کی طرف مبذول کرنا چاہتا ہوں۔

نبیوں کے مذکورہ بالا متفق علیہ فتوے کے ہوتے ہوئے مرزا صاحب علیہ السلام نے بھی یعصمک اللہ ولو لم یعصمک الناس کا دعوے کیا اور بڑے زور اور تحدی سے کیا یعنے یہہ کہ اللہ تجھے لوگوں کے ہر ایک شر سے بچائیگا۔ اور تو قتل نہیں کیا جاویگا بلکہ تو اپنی طبعی موت سے فوت ہوگا۔ اگرچہ لوگ تجھے نہ بچاویں۔ یہہ دعوے براہین احمدیہ کیساتھ شایع ہو کر ملک میں ہاتھوں ہاتھ پہنچ گیا تھا جسکو شایع ہوئے اٹھائیس برس ہوئے ہیں اس کے بعد اسکی مخالفت وہ ہوئی جسکی نظیر سوائے آنحضرت صلعم کے دوسری جگہ تلاش کرنی عبث ہے پھر بتاؤ کس نے اسکے نیست و نابود کرنے کی کوشش نہیں کی کس نے اپنے زور اور طاقت کو اسپر ظاہر نہیں کیا۔ اقدام قتل کا مقدمہ اسپر کیا گیا جسمیں تینوں قوموں کے جوشیلے لیڈروں نے اپنی قوت بازو کا زور اس کے نیست و نابود کرنے کے لئے دکھایا کفر اور قتل کے فتوے اسکے لئے دئے گئے پتھر اسپر برسائے گئے پھر اسکا دعوے بھی ایسے ملک میں تھا جس میں قتل کے واقعات ہوتے ہی رہتے ہیں بم کے گولے چلانیوالے موجود تمنچہ اور بندوق کے چلانے کے ماہر موجود مگر کوئی اس کو مار نہ سکا۔ پھر اسکے ملنے کے لئے چین افغانستان عرب امریکہ افریقہ ایشیا یورپ اور آسٹریلیا وغیرہ وغیرہ ممالک کے لوگ دور دراز سے سفر کر کے آتے ہیں اور فوج در فوج آتے ہیں اسوقت اسکے ساتھ کوئی باڈی گارڈ نہیں کوئی محافظ نہیں سوائے ایک کے مگر ان تمام لوگوں میں جو اسکے ساتھ ہاتھ ملاتے ہیں ایک بھی ایسا نہ نکلا جو اس کو چپکے سے خنجر ہی مارے پھر وہ لاہور میں آزادی کیساتھ رہتا ہے جہاں کہ لالہ لیکھرام صاحب کا واقعہ ہوا مگر اسکے دعوے کو توڑنیوالا کوئی نہ پیدا ہوا باوجود اسکے کہ وہ باواز بلند کہہ رہا تھا۔ منم مسیح زماں منم کلیم خدا۔ اور کہتا ہے کہ میں وہی مسیح موعود ہوں جو اس امت میں سے ہوگا۔ اور نبی ہوگا جسکا وعدہ ہر ایک نبی نے دیا۔ اور خصوصاً آنحضرت صلعم نے فرمایا کہ وہ تم میں سے ہوگا اور کہتا ہے کہ میری تصدیق کے نشانات ہر ایک مذہب میں موجود ہیں میں اس زمانہ کا مصلح نبی امتی یا اوتار ہر ایک قوم کے لئے ہوں جو اسوقت آسمان کے نیچے رہتی ہے پھر وہ للکار کر ہر ایک اس شخص کو جو اسکے تباہ کرنے کے پیچھے پڑا ہوا ہے کہتا ہے اگر تیرا بھی کچھ دین ہے بدل دکھ جو میں کہتا ہوں کہ عزت مجھکو اور تجھکو ملامت آنیوالی ہے پھر یوں ہی نہیں بلکہ ان سب کو اشتعال پر اشتعال دلاتا ہے ؎

مرد میدان باش حال ما بہ بیں
نصرت ان ذو الجلال ما بہ بیں
طعنہ ہا بے امتحان نامردی است
امتحان کن پس حال ما بہ بیں

ان سب باتوں کے ہوتے ہوئے آخر وہ سلامتی کا شہزادہ صلح پسند جس نے جہاد کی خونریز لڑائیوں کو ہمیشہ کے لئے دور کر دیا جو گورنمنٹ کی امن پسند حکومت کا ہمیشہ شکر گذار تھا۔ جس نے ھل جزاء الاحسان الا الاحسان پر پورا پورا عمل کر کے دکھا دیا اپنی طبعی موت سے وفات پا کر دشمنوں کو حسرت اور نامرادی کے جلتے ہوئے تنور میں جھونک گیا۔ جہاں ہمیشہ ان کی خوراک زقوم اور گندگی ہوگی اور پھر اس نے وحی کی کامیاب زندگی بھی ۲۳ برس سے زیادہ کی پائی اور اسطرح نامراد رہنے والے ذلیل اور مغضوب علیہم فرقہ کو دو فاش شکستوں سے پامال کر گیا کیا قوم کے بیوقوف ملہم فاسق فقیر حرم نے بھی کبھی اس قسم کا دعوے کیا اور پھر کیا اسکی مخالفت بھی کبھی ایسی ہوئی۔ یا آیندہ کیا وہ بھی ۲۳ برس دعوے کی عمر حاصل کریگا پھر لے عقلمندو خدا اسکی مثال کو تلاش کرو اے تواریخ کے ماہرو تم ہی کچھ مدد کرو بعد اس دلیل کو توڑو کیا کوئی ایسا ملہم ہوا ہے جس نے ۲۳ برس کی وحی اور دعوے کی عمر پائی ہو۔ اور وہ جھوٹا ہو ای ساری دنیا کے لوگو تمہیں انصاف کی قسم اور خدا کی قسم کہو کیا تم نے اس تحدی سے دعوے کر کے ۲۳ برس کی دعوے کی عمر حاصل کر کے اپنی طبعی موت سے فوت ہونیوالا کوئی جھوٹا نبی دیکھا یا سنا اگر سنا ہے تو اسکا نام لو یقیناً یقیناً تم نہیں بتلا سکتے پھر اسکے اس میں نشان سے فائدہ نہ اٹھانیوالے جس عذاب کے مستحق ہونگے جس سے ڈرانیوالا فوت ہو گیا کیوں اس سے نہیں ڈرتے ہو یاد رکھو بعد مسیح کہ وہ عذاب عنقریب آنیوالا ہے مبارک وہ جو آنیوالے عذاب سے پہلے اپنی حالت درست کر لیتے ہیں۔ میرے دوستو کیا قرآن شریف کے پڑھنے والے سارے قرآن کو سمجھ بیٹھے ہیں۔ وہ کون ہے جو دعوے کرتا ہے یا کیا انجیل و توریت و زبور اور صحایف انبیا کے پڑھنے والے ساری کی ساری کتاب کو سمجھ چکے ہیں۔ یا کیا وید کے پڑھنے والوں نے سارے وید کی باتوں کو ذہن نشین اچھی طرح سمجھ کر لیا ہے پھر کس کتاب والے نے اپنی ساری کتاب کی باتوں کو پہلے ہی سے سمجھ رکھا ہے صحیفہ قدرت کو خدا کی کتاب کہنے والوں نے ہر ایک دقیق در دقیق باتوں کو پا لیا ہے۔ پھر جب یہ نہیں تو مرزا صاحب علیہ السلام کی تمام پیشین گوئیاں ساری کی ساری کسطرح جلد بازوں کی سمجھ میں جلدی سے آ جائینگی۔ کیوں وہ کل کا آفتاب آج دیکھنا چاہتے ہیں۔ وہ کس طرح الف بے کے پڑھنے کے بغیر لکھ پڑھ سکتے ہیں اے عزیزو کیوں تم بینات سے فائدہ اٹھا کر دوسرے حصہ پر جو غیب یا متشابہات ہے ایمان بغیر لے آتے غیب پر ایمان لانا ہی تو خوبی ہے کیا کوئی فخر کر سکتا ہے یہہ کہ میں ایمان لاتا ہوں کہ دنیا میں گدھے گھوڑے اور بیوقوف بھی ہوتے ہیں۔ نہیں بلکہ فخر اسی میں ہے کہ وہ غیب پر ایمان لا دیں وہی شاگرد استاد سے کچھ حاصل کر سکتا ہے جو استاد سے حسن ظنی سے پیش آتا ہے۔ اگر وہ استاد پر پہلے ہی سے بدظنی کرے اور وہ علم جو غیب میں ہے اسپر ایمان نہ لاوے۔ تو تم ہی انصاف کرو کیا ایسے شاگرد کو بدبخت نہ کہا جائیگا۔ میں افسوس کرتا ہوں امرتسری ملاں پر جو باوجود بہشت و دوزخ قبر اور حشر کو بانی ماننے کے حالانکہ اس نے نہیں دیکھے پھر حضرت مرزا صاحب کی پیشینگوئیوں میں جو حصہ متشابہات کا ہے اسپر اعتراض کرتا ہے اور وہ غیب ہے ایک طرف تو وہ یومنون بالغیب پڑھتا ہے اور دوسری طرف اس سے انکار کرتا ہے۔ اور پھر ایسے بودے اعتراض کرتا ہے۔ جس سے انصاف سے دیکھنے والے کی آنکھ معلوم کر لیتی ہے۔ کہ تعصب میں اندھا انسان نبیوں کو اور خصوصاً محمد الرسول اللہ صلعم کو بھی نہیں مانتا۔ مثلاً مرقع جولائی و اگست ۱۹۰۸ء کے صفحہ اول پر وہ نبیوں کے خلفاء کو سکھوں کے خلفاء سے تشبیہ دیتا ہے مرزا صاحب سے جو تعصب اسکو ہے۔ اسکی تو حد و نہایت ہی نہیں ہے ہی صفحہ ۱ پر وہ لکھتا ہے اور اپنا ایمان ظاہر کرتا ہے۔ کہ اگر مرزا صاحب دن کی دوپہر کے وقت کو دن کہیں تو مجھے شبہ ہو جاتا ہے۔ کہ وہ رات ہے۔ یہہ تو اسکا ایمان ہے کہ مرزا صاحب کے ہر ایک قول پر اسے شبہ ہے جب یہہ حال ہے تو میں کسطرح کہوں۔ کہ اسکا ایمان قرآن یا اسلام یا محمد رسول اللہ پر ہے مرزا صاحب کہتے ہیں ؎

جمال و حسن قرآن نور جان ہر مسلمان ہے
قمر ہے چاند اوروں کا ہمارا چاند قرآن ہے

مولوی کو تو اسمیں بھی شبہ ہے پھر مرزا صاحب کہتے ہیں ؎

اسلام سے نہ بھاگو راہ ہدا یہی ہے
اے سونے والو جاگو شمس الضحیٰ یہی ہے

مولوی کو اس میں بھی شبہ ہے جو مرزا صاحب فرماتے ہیں کہ

ہست گمان مبرم سے احمد کی شان کو

اور احمد آخر زمان کو او نہیں راجا فخر

آفرینی براحتقاد او ملجا کہ من عبار

یا نبی اللہ توئی خورشید رہ ہدی

پس تو نارو بعید ہی عارف پرہیزگار

مولوی ثناء اللہ کو اس میں بھی شبہ ہے۔ پھر جیسے شبہات میں پھنسا ہوا ہو وہ اسے ان کو گمراہ نہیں کرتا تو اور کیا کرتا ہے اسوقت میں اس کے شبہات کا تذکرہ چھوڑ کر اپنے اصل مطلب کی طرف رجوع کرتا ہوں اس جگہ میں صرف اس کے ایک قول کا جواب اسی کے مرقع تازہ بنام یادگار مرزا سے دونگا۔ باقی اعتراضوں کا جواب بہت دفعہ البدر و الحکم میں دیا جا چکا ہے۔ اور اگر پھر بھی ضرورت ہوئی تو انشاء اللہ گھر تک بھی پہنچا کر چھوڑیں گے مرقع کے صفحہ ۵۷ پر شبہات میں پھنسے ہوئے متعصب نام کے مولوی نے جو دن کو رات مانتا ہے خدا کے مذکورہ بالا نشان کو کمزور کرنا چاہا ہے اسلئے مناسب ہے کہ اسکا جواب اسی جگہ دیدیا جاوے وہ لکھتا ہے کہ مرزا صاحب نے حمامۃ البشریٰ میں لکھا ہو کہ بھلا یہ مجھسے کب ہو سکتا ہے۔ کہ میں نبوت کا دعویٰ کر کے کافر بنوں یہ لکھکر خود ہی نتیجہ نکالتا ہے کہ انہوں نے اسوقت دعوئے نبوت نہیں کیا۔ دعوئے ۱۹۰۱ء میں کیا ہے۔ پس اس طرح نومبر ۱۹۰۱ء سے مئی ۱۹۰۸ء تک چھ برس اور سات ماہ ہوتے ہیں۔ اور اسطرح ۲۳ برس نہیں ہوتے ہم اسکا جواب اسی کے اسی مرقع سے دیتے ہیں۔ صفحہ ۵ پر لکھتا ہے ۱۸۸۰ء میں مرزا صاحب نے پہلا اشتہار شایع کر کے مجدد ہونے کا دعوئے کیا پھر اسی سال براہین احمدیہ لکھی جو ایک حد تک اچھی کتاب ہو لیکن اس کے زیادہ حصے میں اپنی پیشگوئیوں اور الہاموں اور دعووں کا ذکر کیا ہے مولوی اس جگہ مانتا ہے کہ مرزا صاحب کا دعوئے ۱۸۸۰ء میں ہوا۔ اور تمام دعوے براہین میں موجود ہیں سچ ہے۔ دروغ گو را حافظہ نباشد ۱۸۸۰ء کو آج ۲۸ برس ہوتے ہیں۔ باقی رہا یہ کہ حمامۃ البشریٰ میں نبوت کے مدعی کو کافر کہا ہے۔ اسکا جواب یہ ہو کہ یہ سچ ہے کہ انہوں نے اس کے بعد بھی ایسی نبوت کا دعوے نہیں کیا جسکا ذکر حمامۃ البشریٰ میں موجود ہے۔ بلکہ انہوں نے تین چار روز پہلے بھی ایسی نبوت کی تردید کی ہے۔ دیکھو البدر ۲۴ مئی ۱۹۰۸ء وہ خود بھی اور اس کی جماعت بھی ایسے مدعی نبوت کو کافر کہتے ہیں جو ختم نبوت کے خلاف ہو۔ ہاں وہ جانتی ہو اور اسے مکالمات الٰہیہ کثرت سے ہوں۔ وہ متبع نبی یا مجدد یا محدث یا فنا فی الرسول ضرور کہلا سکتا ہو اور ایسی نبوت نبوت محمدیہ کے مخالف نہیں بلکہ اس میں اس کی چمک ہو۔ کیونکہ یہ خیر امت ہے اس میں پہلوں کے سب مراتب موجود ہیں العلماء ورثۃ الانبیاء

امتی ہونے کا دعوے انکا ابتدا ہی سے ہے۔ اور اسکو مولوی نے بھی مان لیا ہے کہ ۱۸۸۰ء میں دعوے کیا شرم کرنی چاہئے ایک صفحہ پر تو دعوے کے ۲۸ برس ظاہر کرتا ہے۔ مگر دوسری طرف حافظہ پر خدا کی مار پڑ جاتی ہے عقلمند خود سمجھ سکتا ہے مولوی تو ہماری بات کو ہرگز نہیں مانیگا کیونکہ وہ ہمارے مقابل دن کو رات کہنے پر آمادہ ہو جیسا کہ اسکا مذہب یا ایمان ہو کیا انہیں اعتراضات پر ڈینگیں مار کر بیٹھا ہے شرم کچھ ہوش کی دوا کرے اور آیندہ سوچ سمجھکر کہا کرے کیونکہ مقابلہ پر وہ ہے جس پر یہ پڑے تباہ کر دے اور جو اسپر پڑے نامراد رہے بالآخر میں دعا کرتا ہوں کہ الٰہی میری اس تحریر کو بہتوں کے لئے ہدایت کا ذریعہ بنا آمین ثم آمین

راقم

حکیم ڈاکٹر احمد حسین از لائل پور

اے بیخبر بخدمت قرآن کمر بہ بند
زان پیشتر کہ بانگ بر آید فلان نماند

مختلف تجویزیں اور آئے دن خیالات کی جدت شاید دماغ کی پریشانی اور جنون کی کوئی قسم سمجھی جاوے لیکن عقل سلیم رکھنے والے یہ کبھی نہیں مان سکتے کہ ایک ہی امر کی تکمیل کیلئے مختلف راہوں یا صورتوں کا اختیار کرنا پریشانی دماغ کا نتیجہ ہے علاوہ ازیں اگر کوئی شخص محض اس خیال پر مفید اور مبارک اور ضروری کام کے کرنے سے رکتا ہے کہ اسکے احباب اور معترض کیا کہینگے تو میرے اپنے ایمان میں وہ دنیا کی جھوٹی مدح و ذم کا اسیر ہے۔ اور اخلاص اور خالصۃ لوجہ اللہ ایک کام کرنے سے عاری ہے۔

میں نے جب سے الحکم جاری کیا ہے۔ جن کاموں کو قوم کیلئے ضروری سمجھا مختلف اوقات میں انکی تحریک کرتا رہا۔ اور حتی الوسع خود ان میں حصہ لیا۔ ان کا مکمل ہو جانا ایک وقت کو چاہتا ہے جب اللہ تعالیٰ چاہیگا ہو رہیگا جو لوگ ان باتوں میں پڑتے ہیں وہ سنت اللہ سے ناواقف ہوتے ہیں اس مختصر تمہید کے بعد میں پھر ناظرین کو خوشخبری سنانی چاہتا ہوں۔ کہ میں قرآن مجید کے ترجمہ اور تفسیر کی بہت بڑی ضرورت محسوس کرتا ہوں جب اول تفسیر القرآن لکھنی شروع کی تھی تو ہمارے موجودہ امام اور خلیفۃ المسیح علیہ السلام نے فرمایا تھا کہ اگر اس طرز پر سورہ فاتحہ کی تفسیر بھی شایع ہو جائیگی۔ تو میں کامیابی سمجھونگا۔ مگر اللہ تعالیٰ نے مجھے توفیق دی کہ میں سورۃ بقر کی تفسیر شایع کر سکا اور سورہ آل عمران کا بھی ایک حصہ چھپا ہوا ہے شروع سال میں قرآن مجید کے ترجمہ کے متعلق تحریک ہوئی جو اخبار میں کرنی پڑی اور باوجود سات مہینے گذرنے کے مفتی عبد الرشید صاحب کی طرف سے کوئی طیاری مجھے معلوم نہیں ہوئی۔ اور اگر ایسے طور پر شوق کا مجھے علم نہیں تو وہ مجھے اپنا کتب سے مستعد کہینگے

اب جبکہ حضرت خلیفۃ المسیح نے بیعت میں قرآن مجید کے پڑھنے کا خاص طور پر اقرار لیا۔ تو میرے دل میں جنبش اور جوش پیدا ہوا کہ اس اقرار کی عظمت اور ضرورت کے لحاظ سے جیسی کچھ بھی ہو حسن نیت اور اخلاص کے ساتھ قدر ہونی چاہئے۔ اور آپ لوگوں کو فائدہ پہنچانے کے لئے ایک ترجمہ مع نوٹوں کے شایع ہو جاوے۔ اور اس کے لئے میں نے یہ پسند کیا ہے کہ خلافت کے بعد جہاں سے حضرت خلیفۃ المسیح نے درس شروع کیا ہے۔ وہاں سے ہی اسکو چھاپا جاوے اور ایک ایک پارہ شایع ہوتا ہے جب تک اللہ توفیق دے۔

بعض کہیں گے۔ کہ پہلے تفسیر نامکمل ہے اسکے لئے یہ وعدہ ہوا اور وہ ہوا۔ میں اس کا مختصر جواب اوپر دے آیا ہوں ان باتوں میں میں نہیں پڑونگا۔ میں اس کام کو قرآن کی خدمت سمجھکر کرنی چاہتا ہوں جتنی ہو اور جس طرح ہو۔

یہ ترجمہ اور تفسیری نوٹ کس قسم کا ہوگا۔ اسکا نمونہ ۲ اگست ۱۹۰۸ء کے الحکم میں چھپ چکا ہے۔ اس اعلان سے میری غرض صرف یہ ہے کہ میں اپنی اخبار کے ناظرین کو مطلع کر دوں کہ میں ان میں سے ہر ایک سلسلے کے نام دو دو جلدیں اسکے شایع ہونے پر قیمت طلب بھیجدونگا اور اسی لحاظ سے میں دو ہزار کاپیاں چھاپونگا جن میں سے پانچ سو جلدیں کے لئے انشاء اللہ تعالیٰ خاص انتظام کیا جاویگا۔ ۳۱ اگست ۱۹۰۸ء کو اللہ تعالیٰ نے چاہا تو یہ پارہ خریداران الحکم کے پاس پہنچیگا۔ میں یہ لحاظ رکھا جاوے کہ سورہ کے شروع سے ہو۔ اور سورہ پر ختم ہو اسطرح پر بعض اوقات ایک پارہ سے یہ حصہ بڑھ جایا کرے گا یہ طریق اسلئے ملحوظ رکھا ہے۔ تاکہ سلسلہ مضمون میں فرق نہ آوے کاغذ انشاء اللہ تعالیٰ عمدہ لگایا جاویگا اور تقطیع موزوں ہوگی۔ ہدیہ کے متعلق ابھی میں کچھ نہیں کہہ سکتا جو صاحب نہ لینا چاہیں وہ مجھے ابھی سے اطلاع دیں ورنہ اگر مینیجر انپر یہ اعتماد کرے کہ وہ اسکی اشاعت میں میرے معاون ہیں۔ اور اپنا فرض سمجھتے ہیں۔ کہ قرآن مجید کی اشاعت ہو ان کو وی۔ پی بھیجا اور انہوں نے واپس کر دیا تو اس سے بڑھکر تکلیف دہ امر کیا ہوگا؟ اسلئے میں ۱۸ اگست ۱۹۰۸ء تک اسکو چھاپتا رہونگا۔ جو احباب اسوقت تک مجھے اطلاع دینگے۔ کہ وہ کسی وجہ سے نہیں لے سکیں گے ان کے نام ہرگز نہیں بھیجا جاویگا۔ ورنہ کل خریداران الحکم کے نام دو دو کاپیاں بھیجدی جائیگی اور اگر کوئی دو سے زیادہ لینا چاہیں تو بھی اطلاع دیں۔ بالآخر التماس ہے کہ ناظرین اس خادم کے لئے دعا کریں کہ اللہ تعالیٰ خدمت دین کے لئے جوش اور جوش کیساتھ اخلاص اور پھر سمجھ اور فہم اور اس کے ساتھ اسباب عطا فرماوے کسی سے ایک پائی بھی امنگی نہیں لیجاویگی۔

یعقوب علی ایڈیٹر الحکم